تشبیہات واستعارات اور وسعتِ فکر وخیال کے بادشاہ تھے، ان کی یہی وہ خصوصیات تھیں جن کے باعث وہ معاصروں میں ایک قد آور شخصیت کے مالک تھے۔

جوش کے برعکس فراق اصلاً وطبعاً غزل کے شاعر تھے، انھوں نے غزل کی ناعروسہ خوش بیان کی مشاطگی وحنابندی اس چابکدستی اور ہنر مندی سے کی کہ عالم جذب وشوق میں دھوم مچ گئی۔

اف ترے حسن جہاں تاب کی پُرزور کشش
نور سب کھینچ لیا چشم تماشائی کا

فراق کا مشرقی ادبیات کے ساتھ مغربی فلسفہ وادب کا مطالعہ براہ راست اور نہایت دقیق اور وسیع تھا، طبیعت بھی رسا پائی تھی، ذہن دقیقہ سنج تھا، ان سب چیزوں کے امتزاج باہمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ فراق نے زندگی کو ہر رنگ میں اور ہر پہلو سے دیکھا اور پھر جو کچھ دیکھا اور محسوس کیا اسے غزل کے آئینہ خانہ میں اس طرح محفوظ کر دیا کہ غزل غزل نہ رہی نقش مانی وبہزاد اور نگار خانہ چین بن گئی، اور ایک شاعر کی عظمت کے لیے اور کیا چاہیے،

جوش کو اردو زبان کا قاآنی کہا جا سکتا ہے اور فراق کو عربی کے مشہور فلسفی شاعر ابو العلاء معری سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔

قلم یہاں تک پہنچا تھا کہ ایک اخبار میں اچانک اپنے عزیز اور دیرینہ دوست احسان دانش کے انتقال کی خبر نظر سے گذری تو صدمہ ہوا، مرحوم ضلع مظفر نگر کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے، لاہور پہنچ کر مزدوری کی۔ اسی سے مزدوروں کے شاعر بنے، بڑی شہرت اور مقبولیت پائی، تقسیم کے بعد وہیں رہ گئے۔ تاہم اطمینان اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے، طبعاً نیک ومرنجاں مرنج متواضع ومنکسر المزاج اور عقیدہ وعمل کے اعتبار سے پکے مسلمان تھے، اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ۲۲ مارچ کو پنت ہاسپٹل سے، جہاں وہ لکھنؤ سے آکر زیر علاج تھے منتقل ہو کر گھر آگئے ہیں اور صحت قابل اطمینان طریقہ پر بحال ہو رہی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔